سورہ النور کی روشنی میں قرآن کریم کے معاشرتی اصولوں کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Social Principles of the Holy Quran in the Light of Surah An-Nur

Nazish Rahman
MPhil Scholar،
Department of Islamic Studies and Religious Affairs,
Qurtaba University of Science and Information Technology,
Haytabad Peshawar
Email: nazishpiran@gmail.com
Dr. Gul Zada Sherpao
Assistant Professor،
Department of Islamic Studies and Religious Affairs,
Qurtaba University of Science and Information Technology,
Haytabad Peshawar
Email: gulzada100@gmail.com

Abstract
This study provides an analytical examination of the social principles outlined in Surah An-Nur, the 24th chapter of the Holy Quran. Revealed in Medina, this chapter addresses critical social, ethical, and legal issues facing the early Muslim community, particularly during the aftermath of the "Incident of Slander" (Hadith al-Afk). Surah An-Nur establishes comprehensive guidelines for individual conduct, family life, and societal organization, emphasizing morality, justice, and social cohesion. Key areas explored include marriage and marital relations, gender roles and rights, ethical behaviour, and the regulation of social interactions. The Surah prescribes both preventive and corrective measures for social misconduct, including adultery, false accusations, and violations of privacy, thus ensuring the protection of personal Honor and public trust. The study highlights the integration of legal norms with moral and spiritual education, demonstrating that Islamic law is not only punitive but also rehabilitative. By analysing relevant Quranic verses and prophetic traditions, the research underscores the balance between individual rights and communal responsibilities, illustrating a framework for a morally upright and organized society. Surah An-Nur's teachings remain profoundly relevant for contemporary communities, offering guidance on ethical behaviour, social justice, and harmonious coexistence. This study aims to bridge classical Islamic scholarship with modern sociological understanding, presenting the Surah as a comprehensive blueprint for social ethics and governance.

Keywords: Surah An-Nur, social principles, marriage, ethics, justice, women's rights, moral guidance, Islamic society, social cohesion, Quranic law

سورہ النور کا سماجی پس منظر

سورۂ النور قرآن پاک کی 24 ویں سورت ہے، جس میں مجموعی طور پر 64 آیات ہیں اور یہ مدنی سورت کے طور پر نازل ہوئی۔ اس کا نام "النور" اللہ تعالیٰ کے الفاظ اللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے ماخوذ ہے، جس میں ہدایت و ضابطوں کو روشنی کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ سورہ النور مدینہ منورہ کے ابتدائی اسلامی دور میں پیش آنے والے سنگین سماجی بحران سے براہِ راست منسلک ہے، جس کا مرکزی واقعہ حادثہ افک تھا۔ یہ وہ المناک واقعہ تھا جس میں منافقین اور دشمنان اسلام نے سیدة عائشہ رضی اللہ عنہاؓ پر بے بنیاد الزامات اور تہمتیں لگائیں، جس سے پورا معاشرہ اخلاقی تشویش میں مبتلا ہوا اور مسلمانوں کے قلب و فکر پر گہرا اثر پڑا۔ یہ سورت 6 ہجری میں نازل ہوئی، جب اسلامی ریاست نے پہلے ہی متعدد جنگوں (جیسے غزوہ خندق اور غزوہ بنی المصطلق) کا سامنا کیا تھا اور داخلی و خارجی چیلنجز کے باعث مسلمانوں کو نہ صرف عسکری بلکہ اخلاقی، معاشرتی اور قانونی نظم و ضبط کی شدت سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ سورہ النور کا نزول اس سماجی پس منظر میں اس لیے بھی اہم ہے کہ اسلامی معاشرے کی ساخت و نظام میں اخلاقی اصلاح، خاندانی معاملات کی تنظیم، معاشرتی حدود و ضوابط کے قیام اور طہارت و عصمت کے اصولوں کی وضاحت کا وقت آن پہنچا تھا۔ پہلے مسلمانوں پر نہ صرف بیرونی دشمنوں کی دباؤ تھا بلکہ اندرونی طور پر منافقین کی سازشیں، بے یقینی اور اخلاقی انتشار نے بھی پورے معاشرے کو متاثر کیا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں معاشرتی اصولوں کے نظام کو واضح، مفصل اور عملی قانون کی شکل میں نازل فرمایا تاکہ ہر مومن و مومنہ زندگی میں حد و حدود کے ساتھ نظم قائم رکھ سکے۔ سورۂ النور میں بیان کیے گئے ضوابط ظاہری طور پر بھرپور اسلامی معاشرتی اور خاندانی نظام کے احکام پر مشتمل ہیں، جن میں عفت و عصمت، غضّ بصیرت، پردے کے آداب، جھوٹ و افتراء کے خلاف سخت ہدایات اور عفت و پاکیزگی کے اصول شامل ہیں۔ ان قوانین کا مقصد نہ صرف فردی اخلاقیات کو مضبوط کرنا تھا بلکہ ایک مربوط، منظم، باوقار اور باعزت معاشرہ قائم کرنا تھا جس میں ہر فرد اپنے حقوق و فرائض سے آگاہ ہو اور اخلاقی گراوٹ سے محفوظ رہے سورۂ النور کا نزول صرف ایک احکامی سلسلہ نہیں ہے، بلکہ ایک گہری سماجی اصلاح کا پیغام ہے جو اس وقت کے مسلمانوں کو نہ صرف اخلاقی بحران سے نکالنے بلکہ منظم اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں معاون ثابت ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ اس سورت کو نہ صرف قانونی ضابطوں کا مجموعہ کہا جاتا ہے بلکہ اسلامی معاشرتی نظام کی روشنی بھی کہا جاتا ہے۔

نکاح اور ازدواجی تعلقات

اسلامی معاشرت میں نکاح نہ صرف ایک ذاتی تعلق اور محبت کی بنیاد ہے بلکہ ایک گہرا سماجی اور اخلاقی ستون بھی ہے، جو فرد اور معاشرے دونوں کے لیے فلاح و بہبود کا ذریعہ ہے۔ سورۃ النور کی آیت 32 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَأَنْكِحُواْ الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَآئِكُمْ إِنْ يَكُونُواْ فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾

"اور تم میں سے جو بغیر نکاح کے ہوں اور تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہیں ان کے نکاح کر دو۔ اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے"

اس آیت کریمہ کی روشنی میں اسلامی شریعت میں نکاح کو فردی خواہشات کی تنظیم، معاشرتی نظم و ضبط اور اخلاقی تربیت کے طور پر پیش کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو بغیر نکاح کے ہوں خواہ مرد ہوں یا عورتیں، کنوارے یا غیر کنوارے یعنی شادی شدہ تھے لیکن پھر طلاق یا ایک کی موت ہوگئی اور تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہیں ان کے نکاح کر دو یہ حکم نہ صرف شادی کے انتظام کا طریقہ بیان کرتا ہے بلکہ معاشرت میں فحاشی اور بے حیائی کے پھیلاؤ کو روکنے، اخلاقی سالمیت قائم رکھنے، اور ہر فرد کو اس کے حقوق فراہم کرنے کا عملی نظام بھی ہے[1]۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ[2]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی استطاعت رکھتا ہو، اسے نکاح کر لینا چاہیے، کیونکہ یہ نظر کو نیچا رکھتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے۔"

ابن کثیر سورۃ النور کی آیت 32 کے تحت لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بیوہ، مطلقہ اور مجرد افراد کے نکاح کا حکم اس لیے دیا تاکہ معاشرت میں نظم قائم رہے اور ہر فرد اپنی جنسی خواہشات کو شرعی اور اخلاقی دائرے میں پورا کر سکے "[3] اس میں مالی وسائل کی کمی کو اللہ کے فضل سے پورا کرنے کی ہدایت بھی شامل ہے، تاکہ نکاح صرف دولت یا سماجی حیثیت کا ذریعہ نہ بنے بلکہ انسانی فطرت اور اخلاقی تربیت کا محافظ ہو اسلامی نکاح کے احکام میں حقوق و فرائض کی متوازن تقسیم ایک واضح اصول کے طور پر سامنے آتا ہے، جہاں مرد و عورت دونوں کو اپنے شریک حیات کے ساتھ عزت، حسن سلوک، تعاون اور وفاداری کا حق حاصل ہے۔ شادی کے اخلاقی اصول، یعنی احترام، تعاون، عدل اور باہمی محبت، معاشرت میں استحکام اور سکون کا ذریعہ بنتے ہیں[4] اور یہی اصول سورۃ النور کی ہدایت

کی روح ہیں نکاح کا مقصد نہ صرف فرد کی جنسی اور جذباتی ضروریات کو شرعی دائرے میں پورا کرنا ہے بلکہ ایک مضبوط، منظم اور بااخلاق معاشرہ قائم کرنا بھی ہے، جہاں ہر فرد اپنی ذمہ داریوں سے واقف ہو اور خاندان کے نظام میں استحکام رہے۔

حیاء اور اخلاقی رویے

اسلامی معاشرت میں حیاء و اخلاق نہ صرف ذاتی پاکیزگی کی علامت ہے بلکہ سماجی تعاملات میں باعزت زندگی گزارنے کا ضامن بھی ہے۔ سورۃ النور کی آیات 30 اور میں نظر نیچی رکھنے، اپنے اعضائے شرم کی حفاظت، اور زینت و جمال کو غیر ضروری طور پر ظاہر نہ کرنے کی حقیقت اس انداز سے بیان ہوئی ہے کہ ہر شخص کے لیے شفاف اخلاقی حد بندی واضح ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ﴾[5]

"اے نبی! مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزگی ہے اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں..."

تفسیرِ لباب التأویل "تفسیر الخازن" میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ان آیات کا بنیادی مقصد انسانی کردار میں حیاء اور اعتدال کو جگہ دینا ہے۔ الخازن نے بیان کیا ہے کہ اللہ نے مردوں اور عورتوں دونوں کو غضّ البصر (نظر نیچی رکھنے) کا حکم دیا تا کہ غیر ضروری نگاہیں شرعی حدود کے اندر رہیں اور شخص کے دل و دماغ میں حیائے باطنی مضبوط ہو[6]۔ کریم آقا ﷺ کی تعلیمات میں بھی واضح ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيمَانِ[7]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیاء ایمان کا ایک حصہ ہے۔

اس میں مردوں کے لیے یہ تعلیم ہے کہ وہ کسی ایسی چیز کی طرف آنکھ نہ لگائیں جس سے کہیں ان کے اندرونی اخلاق یا سماجی حدود کو نقصان پہنچے اور عورتوں کے لیے یہ ہدایت بھی شامل ہے کہ وہ اپنی زینت کو محض جائز محافل یا محرم افراد تک محدود رکھیں، تا کہ معاشرہ پاکیزگی، عزت اور وقار کی فضا میں کھڑا رہے۔ حیاء صرف پردہ پوشی نہیں بلکہ دل، نظر اور رویوں کی ایک جامع تہذیب ہے۔ اسی طرح تفسیرِ ابن جریر الطبری (جسے قدیم ترین اور سب سے جامع تفسیر کے طور پر جانا جاتا ہے) میں آیات 30 کی تفسیر یوں پیش کی کہ نظر نیچی رکھنے اور عفاف و عصمت کی حفاظت سے مراد صرف جسمانی حرکت نہیں بلکہ اندرونی ضبط نفس اور حقیقی تقویٰ ہے جو ایک مؤمن کو ہر ناپسندیدہ خواہش اور غلط تعلق سے دور رکھتا ہے۔[8] اللہ تعالیٰ نے خواتین کے لیے زینت ظاہر نہ کرنے

اور روسرے کو سینہ تک ڈھانپنے کی ہدایت اس لیے دی تاکہ معاشرہ فتنہ و فساد سے محفوظ رہے اور مرد و عورت کے درمیان احترام و وقار بانٹنے کی ایک روشن روش قائم ہو۔

عورتوں کے حقوق

عورت نہ صرف ایک فرد ہے بلکہ خاندان اور معاشرے کی ریڑھ کی ہڈی بھی ہے سورہ النور کی آیات میں خواتین کے عزت، عصمت اور معاشرتی وقار کو مخصوص طور پر واضح کیا گیا ہے، تاکہ معاشرہ ایک منظم، محفوظ اور بااخلاق فضا میں قائم رہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾[9]

"اور مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر وہ جو ظاہر ہو، اور اپنے اوپری پوشاک کے ساتھ اپنی پردہ داری برقرار رکھیں..."

القرطبی نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کا مقصد عورتوں کی عصمت اور وقار کی حفاظت ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ خواتین کو اپنی زینت ظاہر نہ کرنے اور حجاب کی پابندی کرنے کا حکم اس لیے دیا گیا تاکہ معاشرہ فتنہ و فساد سے محفوظ رہے اور عورت کو ہر طرح کی ناپسندیدہ توجہ سے بچایا جاسکے۔[10] بغوی نے اس آیت میں ذکر کیا کہ عورتوں کے لیے غیر محرم مردوں کے سامنے جمال اور زینت کو محدود کرنا ایک سماجی ضرورت ہے، جو احترام، وقار اور معاشرتی استحکام کو یقینی بناتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ احکام صرف ظاہری پردہ پوشی تک محدود نہیں بلکہ باطنی عصمت، اخلاقی پاکیزگی اور معاشرتی رویوں کی تربیت بھی شامل ہے۔[11] سورہ النور کی یہ تعلیمات عورت کے حقوق کو صرف قانونی دائرے میں محدود نہیں رکھتیں بلکہ اخلاقی، سماجی اور روحانی تحفظ کا جامع نظام فراہم کرتی ہیں۔ عورت کا حق ہے کہ وہ معاشرت میں عزت و احترام کے ساتھ زندگی گزارے، اور معاشرہ اس کی حفاظت کرے اسلام نے عورت کے حقوق کو تعاون، عفت اور باوقار زندگی کے اصولوں سے جوڑا ہے۔ زینت کا محدود اظہار، پردہ پوشی، اور غیر محرم مردوں کے سامنے احتیاط، اس بات کی علامت ہیں کہ اسلام عورت کی شخصیت اور معاشرتی وقار کی قدر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ، یہ آیات مرد و عورت دونوں کے لیے اخلاقی حدود، عفت و عصمت، اور معاشرتی احترام کو یقینی بنانے کی رہنمائی فراہم کرتی ہیں، تاکہ خاندان اور معاشرہ مضبوط اور متوازن رہے۔

عدل و انصاف

سورۂ النور میں عدل و انصاف کا تصور محض قانونی کارروائی تک محدود نہیں رہتا بلکہ انسانی عزت، سماجی اعتماد اور اخلاقی نظم کی حفاظت تک پھیل جاتا ہے۔ اسلامی معاشرت میں کسی فرد، بالخصوص پاکدامن عورت پر بے

بنیاد الزام لگانا محض ایک ذاتی گناہ نہیں بلکہ پورے سماج کے اخلاقی ڈھانچے پر حملہ ہے۔ اسی سنگین سماجی جرم کے سدِّباب کے لیے قرآن مجید نے نہایت واضح، سخت اور عادلانہ قانون عطا کیا، جس کا بیان سورۃ النور کی آیت 4–5 میں اس طرح ہوا ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًاۚ-وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْاۚ-فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾[12]

ترجمہ: اور جو پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ نہ لائیں تو انہیں اسی کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو، اور وہی فاسق ہیں۔ مگر جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو بیشک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔

یہ آیت اسلامی عدل کے ایک نہایت اہم اصول کو واضح کرتی ہے، یعنی الزام اور ثبوت کے درمیان کامل توازن۔ اسلام نہ تو محض شبہات کی بنیاد پر کسی کو مجرم ٹھہراتا ہے اور نہ ہی مظلوم کی عزت کو پامال ہونے دیتا ہے۔ چار عادل گواہوں کی شرط دراصل اس بات کی علامت ہے کہ اسلامی قانون میں عزتِ نفس، شہرت اور سماجی وقار کو غیر معمولی تحفظ حاصل ہے۔ اس معیارِ ثبوت کے ذریعے قرآن نے افواہوں، قیاس آرائیوں اور ذاتی دشمنی پر مبنی الزامات کا دروازہ بند کر دیا۔ امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "فِي هَذِهِ الْآيَةِ حِفْظُ الْأَعْرَاضِ وَسَدُّ بَابِ التُّهَمِ وَالْأَقْوَالِ الْبَاطِلَةِ" "اس آیت میں عزتوں کی حفاظت اور باطل تہمتوں و بے بنیاد باتوں کے دروازے کو بند کرنے کا حکم ہے۔"[13] یہ قانون محض جسمانی سزا تک محدود نہیں بلکہ اس کے ساتھ سماجی اور اخلاقی نتائج بھی وابستہ ہیں۔ جھوٹا الزام لگانے والے کی گواہی کو ناقابلِ قبول قرار دینا دراصل معاشرتی اعتماد کے تحفظ کا ذریعہ ہے، تاکہ عدالت، خاندان اور سماج میں سچ اور جھوٹ کے درمیان واضح امتیاز باقی رہے۔ تاہم، اسلام کی عدل پر مبنی رحمت یہاں بھی جلوہ گر ہوتی ہے کہ اگر مجرم سچی توبہ کرے اور اپنی اصلاح کر لے تو اس کے لیے رجوع اور مغفرت کا دروازہ بند نہیں کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے تہمت کی سنگینی کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

"اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ... وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ"

"سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو... اور پاکدامن، بے خبر، ایمان والی عورتوں پر تہمت لگانا۔"

اس حدیث پاک سے واضح ہوتا ہے کہ قذف صرف قانونی جرم نہیں بلکہ کبیرہ گناہوں میں شامل ہے، جو فرد کے ایمان اور معاشرتی امن دونوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ چنانچہ سورۃ النور کی یہ آیات اسلامی عدل و انصاف کا ایک جامع نمونہ پیش کرتی ہیں، جس میں سزا، سماجی ذمہ داری اور توبہ و اصلاح تینوں کو متوازن انداز میں جمع کر دیا گیا ہے۔ یہی وہ عدل ہے جو نہ صرف ظلم کو روکتا ہے بلکہ معاشرے کو اخلاقی استحکام، اعتماد اور وقار عطا کرتا

ہے۔ اسلام نے معاشرتی عدل کو اخلاقی اور روحانی اصولوں کے ساتھ جوڑا ہے، تاکہ انسان نہ صرف اپنے حقوق کا محافظ ہو بلکہ دوسروں کے حقوق کا بھی پاسدار بنے۔

معاشرتی رویے اور اخلاقیات

اسلامی معاشرت میں اخلاقی اصول اور معاشرتی رویے معاشرہ کے استحکام اور افراد کے درمیان احترام و اعتماد کے قیام کے بنیادی ستون ہیں۔ سورۃ النور نے معاشرتی رویوں کو نہ صرف ذاتی کردار کے زاویے سے بلکہ اجتماعی اصولوں اور حدود کے تناظر میں بیان کیا ہے، تاکہ معاشرت میں شفافیت، انصاف، اور تعاون قائم رہے۔ معاشرتی رویے صرف ظاہری عمل نہیں بلکہ دل کی نیت، زبان کی صحت، اور اعمال کی درستگی کا مجموعہ ہیں، جو ایک مؤمن کو اخلاقی اور سماجی ذمہ داریوں کے دائرے میں رکھتا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا... وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ﴾[14]

اے ایمان والو! دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لو اور اہلِ خانہ سے سلام نہ کرو... اور اگر کوئی نہ ملا تو بغیر اجازت داخل نہ ہو۔

یہ آیات نہ صرف اجتماعی حدود کے احترام کی ہدایت کرتی ہیں بلکہ معاشرتی تعلقات میں شفافیت، احترام، اور دوسروں کے حقوق کا تحفظ بھی سکھاتی ہیں الزمخشری نے وضاحت کی ہے کہ آیات میں اجازت کے بغیر داخل نہ ہونے اور سلام کرنے کے احکام معاشرتی تعلقات میں عدل و اخلاقیات قائم کرنے کے لیے دیے گئے ہیں۔ یہ اصول انسان کو یہ سکھاتے ہیں کہ ہر عمل میں حقوق اور حدود کا احترام لازمی ہے تاکہ معاشرتی بداعتمادی اور انتشار سے بچا جا سکے [15] الرازی نے بیان کیا کہ ان آیات کا مقصد صرف گھر میں داخل ہونے کے احکام نہیں بلکہ معاشرت میں اخلاقی تربیت، شفافیت اور احترام پیدا کرنا ہے۔ ہر مؤمن کو تعلیم دی گئی ہے کہ اپنے اعمال میں احتیاط اور دوسروں کے حقوق کی حفاظت ایک مضبوط اور بااخلاق معاشرے کی بنیاد ہے۔

سورۃ النور کی یہ تعلیمات معاشرتی رویوں میں اخلاق، احترام اور تعاون کو لازم قرار دیتی ہیں۔ اجازت کے بغیر کسی کے گھر میں داخل نہ ہونا اور سلام کرنا، چھوٹا سا عمل محسوس ہوتا ہے لیکن یہ معاشرت میں اعتماد، عزت اور باہمی تعلقات کی مضبوطی کے لیے نہایت اہم ہے معاشرتی اخلاقیات صرف ظاہری اقدامات تک محدود نہیں بلکہ باطنی نیت، شفاف رویہ، اور دوسروں کے حقوق کی حفاظت بھی شامل ہے اسلام میں معاشرتی رویے اور اخلاقیات کا مقصد صرف قانون یا رسمی اصول نہیں بلکہ ایک فکری، روحانی اور عملی تربیت ہے، جو ہر فرد کو

معاشرت میں ذمہ دار اور بااخلاق شہری بننے کی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ نتیجتاً، معاشرتی رویے اور اخلاقیات کا صحیح اطلاق فرد اور معاشرہ دونوں کے لیے فلاح اور استحکام کی ضامن ہے۔

معاشرتی جرائم اور سزائیں

اسلامی معاشرت میں جرائم اور ان کے نتائج صرف قانونی معاملات نہیں بلکہ معاشرتی استحکام اور اخلاقی تربیت کا حصہ ہیں۔ سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ نے جرائم جیسا کہ زنا، افتراء اور دیگر سماجی جرائم کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے تاکہ معاشرت میں اخلاقی حدود، عفت و عصمت، اور عدل و انصاف قائم رہیں۔ اسلام میں معاشرتی جرائم کے لیے دی گئی سزائیں تنبیہ، اصلاح اور خوف خدا کے اصول پر مبنی ہیں تاکہ فرد اور معاشرہ دونوں محفوظ رہیں اور اخلاقی زوال سے بچیں۔

﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِئَةَ جَلْدَةٍ...﴾[16]

"زانی اور زانیہ پر ہر ایک کو سو کوڑے مارو، اور نہ تو ان پر رحم کرو اور نہ ہی تمہارے لیے اللہ کی نافرمانی کی کوئی رعایت ہو..."

اس آیت کریمہ میں زنا، افتراء، اور دیگر اخلاقی جرائم کے خلاف سخت وعید سنائی گئی ہے اور معاشرت میں حدود و انصاف اور تحفظ حقوق کو واضح کیا گیا ہے امام ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زنا کے لیے سخت سزا مقرر کر کے معاشرت میں پاکیزگی، عفت اور اخلاقی استحکام قائم کرنے کی ہدایت دی ہے۔ یہ سزا صرف تنبیہ نہیں بلکہ معاشرت میں خوف خدا اور عدل و انصاف کی تعلیم بھی ہے۔[17] امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ افتراء، جھوٹ اور عفی خواتین پر الزامات لگانا معاشرت میں بداعتمادی، فساد اور اخلاقی زوال کا سبب بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان جرائم کے لیے سزا مقرر کر کے معاشرتی توازن اور عدل و انصاف کی بحالی کو یقینی بنایا ہے۔[18]

سورۃ النور کی یہ تعلیمات بتاتی ہیں کہ معاشرتی جرائم جیسے زنا اور افتراء صرف فردی گناہ نہیں بلکہ معاشرتی نقصان اور اخلاقی انتشار کا سبب بنتے ہیں۔ آیات 2 اور 4–5 میں بیان شدہ سزائیں، تنبیہ، اصلاح، اور معاشرتی تحفظ کے اصولوں پر مبنی ہیں حدود کے نفاذ سے نہ صرف فرد کی اصلاح ہوتی ہے بلکہ معاشرہ بھی محفوظ اور مضبوط رہتا ہے اسلامی نظام میں جرائم کی سزا کا مقصد تنبیہ اور اصلاح ہے، نہ کہ محض انتقام۔ معاشرتی انصاف کے یہ اصول ہر دور میں اخلاقی استحکام، عفت، اور عدل و انصاف کے فروغ کا ذریعہ ہیں۔ معاشرت میں ان حدود کے نفاذ سے لوگوں میں ذمہ داری، احتیاط اور احترام دوسروں کے حقوق کا شعور پیدا ہوتا ہے، جو ہر معاشرے کے

فلاح و بہبود کے لیے لازمی ہے۔ سورۂ النور کی تعلیمات معاشرتی جرائم کے خلاف ایک جامع، اخلاقی اور قانونی فریم ورک فراہم کرتی ہیں، جو فرد اور معاشرہ دونوں کے لیے راہنما ہے۔

کمیونٹی اور تعلقات

خاندان، محلہ اور معاشرتی روابط نہ صرف افراد کے ذاتی تعلقات کی بنیاد ہیں بلکہ یہ سماجی فلاح، تعاون اور یکجہتی کے ستون بھی ہیں۔ سورۂ النور میں متعدد مقامات پر معاشرتی تعلقات اور کمیونٹی کے اندر تعاون کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے، تاکہ افراد نہ صرف اپنے حقوق کے بارے میں آگاہ ہوں بلکہ دوسروں کے حقوق کا بھی احترام کریں۔ اسلام میں خاندان کے اصول، پڑوسیوں کے ساتھ تعلقات، اور معاشرتی شراکت داری کو اخلاقی، قانونی اور روحانی فریم ورک کے اندر واضح کیا گیا ہے سورۂ النور کی آیت 22–23 میں معاشرتی روابط اور تعلقات کے بارے میں رہنمائی دی گئی ہے اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ﴾

"اور تم میں سے کوئی کسی کو غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ وہ اپنے بھائی کا مردہ گوشت کھائے؟ تم اسے ناپسند کرتے ہو۔ اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔"

یہ آیات کریمہ معاشرتی تعلقات میں احترام، شفافیت، اور تعاون کے اصول واضح کرتی ہیں، اور برائیوں سے بچنے کی تلقین کرتی ہیں جو خاندان اور محلے کے درمیان تعلقات کو متاثر کر سکتی ہیں۔ "غیبت اور برائی سے بچنے کی ہدایت کے ساتھ ساتھ خاندان اور کمیونٹی میں اعتماد، وقار اور احترام قائم کرنے کی تعلیم بھی دیتی ہے۔ ہر فرد کو چاہیے کہ وہ اپنے اعمال سے دوسروں کے حقوق کا تحفظ کرے اور معاشرت میں محبت و تعاون کی فضا قائم کرے"[19] اسی طرح ابن عطیہ بیان کرتے ہیں کہ معاشرتی تعاون اور شراکت داری کے اصول صرف مالی یا جسمانی مدد تک محدود نہیں بلکہ اخلاقی اور روحانی حمایت، رہنمائی، اور باہمی احترام بھی شامل ہیں۔ خاندان، محلہ اور کمیونٹی میں تعاون سے معاشرتی استحکام اور اخلاقی تربیت ممکن ہوتی ہے۔[20]

یہ تعلیمات ہمیں بتاتی ہیں کہ کمیونٹی میں تعلقات صرف رسمی یا ذاتی نہیں بلکہ ایک اخلاقی، روحانی اور اجتماعی ذمہ داری ہیں۔ آیات 22–23 میں غیبت سے منع کرنا، دوسروں کے حقوق کا احترام، اور باہمی تعاون کی تلقین، خاندان اور محلے کے اندر اعتماد، احترام، اور شفافیت قائم کرنے کا ذریعہ ہیں معاشرتی شراکت اور تعاون سے نہ صرف معاشرتی امن و استحکام پیدا ہوتا ہے بلکہ فرد کی اخلاقی تربیت اور روحانی ترقی بھی ممکن ہوتی ہے اسلامی معاشرت میں تعاون اور شراکت داری کے اصول ہر فرد، خاندان، اور محلے کے لیے فلاح، خوشحالی اور

اخلاقی مضبوطی کا ضامن ہیں۔ جب افراد ایک دوسرے کے ساتھ انصاف، احترام، اور تعاون کے اصول پر عمل کرتے ہیں، تو معاشرت میں استحکام، محبت، اور ذمہ داری کا ایک روشن نظام قائم ہوتا ہے، جو ہر دور کے لیے ایک جامع اور متوازن معاشرتی ماڈل پیش کرتا ہے

معاشرتی اصولوں کی تعلیمات

اسلامی معاشرت میں اصول اور ضوابط ہر فرد اور گروہ کے رویے، تعلقات اور عمل کی بنیاد ہیں۔ سورۂ النور میں اللہ کریم نے اخلاق، عدل، عفت، تعاون اور معاشرتی ذمہ داریوں کو واضح کر کے ایک جامع نظام فراہم کیا ہے، جو نہ صرف فرد کی اصلاح بلکہ معاشرتی فلاح اور استحکام کا ضامن بھی ہے۔ قرآن مجید میں بیان کیے گئے اصول صرف نظریاتی یا فکری رہنمائی تک محدود نہیں بلکہ روزمرہ زندگی میں عملی اطلاق کے لیے مکمل رہنمائی فراہم کرتے ہیں تاکہ انسان اپنے ذاتی، خاندانی اور اجتماعی تعلقات میں عدل، احترام، اور اخلاقی حدود قائم رکھ سکے سورۂ النور کی آیت 32 اور آیات 58 اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ اسلام میں معاشرتی اصول صرف قانونی حدود نہیں بلکہ اخلاقی اور روحانی تربیت کا حصہ ہیں:

﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ...﴾[21]

یہ آیات نکاح، حقوق، اجازت طلب کرنے اور معاشرتی حدود جیسے اصول واضح کرتی ہیں، جو روزمرہ زندگی میں اخلاقی اور قانونی رویوں کی رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ امام ابن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ آیات کریمہ میں بیان کیے گئے اصول فرد کی اصلاح، خاندان کے استحکام اور معاشرت میں عدل و انصاف کے لیے بنیادی ہیں۔ روزمرہ زندگی میں ان اصولوں کا اطلاق ہر فرد کے اخلاقی کردار اور سماجی تعلقات کو مضبوط کرتا ہے ۔[22] معاشرتی اصول ہر فرد کے رویے، تعلقات اور عمل کا ضامن ہیں نکاح کے اصول، معاشرتی حدود کی پابندی اور دوسروں کے حقوق کا احترام صرف قانونی احکام نہیں بلکہ اخلاقی، روحانی اور اجتماعی تربیت کے اجزاء ہیں یہ اصول روزمرہ زندگی میں عملی طور پر اعتماد، احترام، تعاون اور عدل قائم کرنے میں مددگار ہیں ان اصولوں کا اطلاق خاندان، محلہ اور معاشرت کے ہر رشتے میں ضروری ہے۔ جب افراد اپنے حقوق کے ساتھ دوسروں کے حقوق کا بھی احترام کریں، تو معاشرہ مضبوط، بااخلاق، اور متوازن بنتا ہے۔

مردوں اور عورتوں کے حقوق

اسلامی معاشرت میں مرد اور عورت کے حقوق ایک دوسرے کے متوازی اور متوازن رکھے گئے ہیں، تاکہ دونوں کی فطری، سماجی اور اخلاقی ذمہ داریاں واضح اور منصفانہ رہیں۔ مرد کی ذمہ داریوں میں مالی کفالت،

تحفظ اور خاندان کی سربراہی شامل ہیں، جبکہ عورت کے حقوق میں احترام، عزت اور خاندان کے فیصلوں میں شراکت داری شامل ہے۔ اگرچہ دونوں کے حقوق مختلف پہلوؤں میں ظاہر ہوتے ہیں، لیکن یہ فرق کبھی بھی کسی ایک کی برتری یا دوسروں کے استحصال کے لیے نہیں ہوتا۔ اسلام نے یہ اصول واضح کیا ہے کہ حقوق اور ذمہ داریاں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہوں تاکہ معاشرتی تعلقات میں توازن، اعتماد اور تعاون قائم رہے۔ مرد اور عورت کے درمیان یہ توازن معاشرتی زندگی میں ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔ مرد اور عورت دونوں کے حقوق کا مقصد صرف انفرادی فلاح نہیں بلکہ گھریلو، محلی اور وسیع تر معاشرتی فلاح بھی ہے۔ ذمہ داریوں اور حقوق کا یہ متوازن نظام نہ صرف فرد کو اپنی حدود اور اختیارات کا شعور دیتا ہے بلکہ دوسروں کے حقوق کے احترام کی بھی تربیت کرتا ہے۔ نتیجتاً، ایک متوازن اور بااخلاق معاشرہ قائم ہوتا ہے جہاں ہر فرد اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کے حقوق کا بھی محافظ ہوتا ہے، اور اس توازن کی بدولت معاشرت میں اعتماد، محبت، اور باوقار تعلقات پروان چڑھتے ہیں۔

خلاصہ کلام

سورۃ النور میں بیان کردہ اصول مرد و عورت، خاندان اور کمیونٹی کے درمیان تعلقات کی بنیاد رکھتے ہیں یہ احکام حقوق، ذمہ داریوں، اخلاقیات اور حدود کو واضح کرتے ہیں تاکہ معاشرت میں عدل، احترام، عفت اور شفافیت قائم رہے۔ مرد و عورت کے حقوق اور فرائض، نکاح، ازدواجی تعلقات اور خاندان کے اندر توازن پیدا کرتے ہیں جبکہ معاشرتی جرائم جیسے الزنا، افتراء اور حد سے تجاوز کرنے والے عمل سخت ممانعت کے ساتھ سماجی تحفظ فراہم کرتے ہیں معاشرتی رویے، تعاون، شراکت اور دوسروں کے حقوق کی پاسداری سے اعتماد، محبت، تعاون اور باوقار تعلقات قائم ہوتے ہیں۔ سورۃ النور کے احکام زندگی کے ہر شعبے میں اخلاقی، روحانی اور سماجی توازن کی راہ دکھاتے ہیں، تاکہ معاشرہ مضبوط، محفوظ اور باوقار رہے۔

حواشی

[1] مودودی، ابوالاعلیٰ۔ تفسیر تفہیم احکام القرآن، نوید حفیظ پرنٹر، لاہور، 2006ء، ص.132

[2] محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب من استطاع الباءۃ فلیتزوج، حدیث نمبر 5066

[3] ابن کثیر، امام، تفسیر القرآن الکریم، سورۃ النور:32، کراچی: دار الکتب العلمیہ، 1990، ج3، ص.278

[4] حضرت عروہ رَضِیَ اللّٰہ تعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم عورتوں سے نکاح کرو کیونکہ وہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے رِزْق اور مال لائیں گی (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، فی التزویج من کان یأمر بہ ویحثّ علیہ، حدیث نمبر 10، ج:3، ص:371

[5] سورہ النور آیت 30–31

[6] علاالدین الخازن، لباب التأویل في معاني التنزيل (تفسیر الخازن)، مصر: مطبعۃ الأزھر، 725ھ /1325ء، ج6، ص299

[7] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان عدد شعب الإیمان، حدیث نمبر 35

[8] ابن جریر الطبری، جامع البیان عن تأویل القرآن (تفسیر الطبری)، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج7، ص174

[9] سورہ النور، آیت 31

[10] القرطبی، امام، تفسیر القرطبی، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج10، ص45.

[11] البغوی، امام، شرح السنن للبیغوی، کراچی: دار الکتب العلمیہ، ج5، ص312

[12] النور:4–5

[13] الجامع لأحکام القرآن

[14] سورہ النور، آیات 27–28

[15] الزمخشری، جلال الدین، الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاخبار فی وجوہ التاویل، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج4، ص212

[16] سورہ النور، آیت 2

[17] ابن کثیر، امام، تفسیر القرآن الکریم، کراچی: دار الکتب العلمیہ، ج3، ص145

[18] الرازی، فخر الدین، تفسیر البحر المحیط، بیروت: دار الفکر الاسلامی، ج12، ص210

[19] جلالین، جلال الدین، تفسیر الجلالین، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج2، ص155

[20] ابن عطیہ، محمد بن احمد، تفسیر المحرر الوجیز، بیروت: دار الفکر الاسلامی، ج4، ص202

[21] سورہ النور، آیات 32

[22] ابن جریر الطبری، جامع البیان عن تأویل القرآن، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج11، ص198

مصادر و مراجع

مودودی، ابوالاعلیٰ۔ تفسیر **تفہیم احکام القرآن**، نوید حفیظ پرنٹر، لاہور، 2006ء

بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (194۔256ھ/810۔870ء)۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، الیمامہ، 1407ھ/1987ء۔

ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن زرع بصروی (701۔774ھ/1301۔1373ء)۔ تفسیر القرآن العظیم۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، 1401ھ

ابن ابی شیبہ۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، فی التزویج من کان یأمر بہ وحثّ علیہ، :1985۔

خازن، علی بن محمد بن ابراہیم بن عمر بن خلیل (678۔741ھ/1279۔1340ء)۔ لباب التاویل فی معانی التنزیل۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، 1925

مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد قشیری نیشاپوری (206۔261ھ/821۔875ء)۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی 1990۔

طبری، ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد (224۔310ھ/839۔923ء)۔ جامع البیان فی تفسیر القرآن۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، 1405ھ

قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابو بکر بن فرح (671ھ)۔ الجامع لاحکام القرآن والمبین لما تضمن من السنۃ وآي الفرقان۔ قاہرہ، مصر: دار الشعب، 1372ھ

بغوی، ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد (436۔516ھ/1044۔1122ء)۔ معالم التنزیل۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، 1407ھ/1987ء

زمخشری، جار اللہ ابوالقاسم محمود بن عمر بن محمد خوارزمی (467۔538ھ)۔ الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث، 1978۔

رازی، فخر الدین محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی تمیمی شافعی، (544۔604ھ)۔ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، 1421ھ

سیوطی، محلی، جلال الدین محمد بن احمد المحلی (م864ھ)۔ جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمن بن ابی بکر بن محمد سیوطی (849۔911ھ/1445۔1505ء)۔ تفسیر الجلالین۔ بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، 1419ھ/1998ء

ابن عطیہ، محمد بن احمد، الجامع المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، دار الکتب، العلمیہ، بیروت، 2011ء